

## عیسیٰ علیہ السلام (وما قتلہ یقینا) 10

سابقہ قسط میں ہم آیت وَمَا قَتْلُواْ وَمَا صَلَبُواْ وَلَكِنْ شُيْءٌ لَهُمْ کے حوالے سے ان کے گمراہن کو عقائد کا قرآن و حدیث سے موازنہ کر رہے تھے وہ موضوع ابھی جاری ہے۔

اس موضوع پر قرآن و حدیث کے حوالے سے انکے عقائد کا محاسبہ کرنے سے پہلے بہتر ہے کہ قادیانیوں کے عقائد کا ایک خلاصہ آپ کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ ”مسیح ہندوستان“ نامی کتاب میں غلام احمد قادیانی نے جو عقیدہ دیا ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بے شک صلیب لٹکائے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کو صلیب سے زندہ بچالیا۔ یہودی سمجھے کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے اور ان کی لاش شاگردوں کے حوالے کر دی گئی۔ اس وقت ان کی حالت مقتول اور مصلوب کے مشابہ ہو گئی تھی۔ شاگردان کو لے گئے اور ان کا علانج معالجہ کیا۔ اللہ نے ان کو شفادی۔ اور پھر آپ ہجرت کر کے براستہ افغانسان کشمیر پہنچے۔ ایک سو بیس سال کی عمر میں اپنی طبعی موت مرے۔ ان کی قبر کشمیر سری نگر محلہ خانیار میں موجود ہے۔

قادیانیو! یہ بھی بڑی ہی عجیب بات ہے کہ یہودی سمجھے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور ان کی لاش شاگردوں کے حوالہ کر دی۔ انسانی معاشرے میں آئے دن لوگ مرتے ہی رہتے ہیں۔ اس لیے ہم سب کا مشاہدہ ہے کہ خواہ کوئی طبعی موت مرے یا کسی حادثہ کے نتیجے میں ہلاک ہو جیسے ہی روح بدن سے جدا ہوتی ہے دیکھنے والے ایک دم سمجھ جاتے ہیں کہ موت واقع ہو چکی ہے۔ موت کی علامات بڑی واضح ہوتی ہیں۔ مرنے والے کی آنکھیں پتھر اجائی ہیں، نظام تنفس معطل ہو جاتا ہے، بغل رک جاتی ہے، جسم بے حس ہو جاتا ہے اور کچھ دیر بعد ٹھنڈا ہو کر اکٹھنا شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سرسری نظر میں دیکھنے والا پہچان لیتا ہے کہ اس کے سامنے زندہ انسان نہیں بلکہ مردہ لاش ہے۔ مردے کی لاش کبھی بھی آنکھوں کو دھوکا نہیں دیتی۔ لیکن عجیب بات ہے کہ یہودی دھوکا کھا گئے! جورات دن ان کی موت کیلئے پیتاب تھے ایسے اندھے ہوئے کہ تصدیق ہی نہ کی کہ ہمارے اوپر فتوے لگانے والا زندہ ہے یا مردہ۔

بنی اسرائیل کی تواریخ ہی انبیاء علیہم السلام کے خون سے رنگی ہوئی ہے۔ کسی نبی کو قتل کرتے ہوئے ان کم بختوں کو یہ مغالطہ نہیں ہوا کہ مقتول مرچکا ہے یا نہیں۔ لیکن شاید واقعہ صلیب کے موقع پر یہ سارے ہی اندھے ہو گئے تھے۔ ایک زندہ انسان کو مردہ جان کر شاگردوں کے حوالہ کر دیا۔ ہے ناجیب بات! اور اس سے بھی عجیب بات یہ کہ مرزا جی نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو یہ وشتم سے ساتھ لیا عرب و عجم عبور کرائے، ہزاروں میلوں کا سفر طے کر کے سری نگر پہنچایا، لیکن ذرا آگے اپنے شہر قادیان لے جانا پسند نہ کیا۔ کیوں کہ ان کے پیش نظر سب سے بڑا مسئلہ قبر کا تھا۔ یعنی مرزا جی اگر قادیان میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی قبر بناتے تو مقامی لوگ پوچھتے کہ یہ کس کی جھوٹی قبر بنارہ ہے ہو؟ چنانچہ مجبوراً انہیں سری نگری کا انتخاب کرنا پڑا۔ اب نہ کوئی تحقیق کرنے جائے گا اور نہ انکے جھوٹ کا بھانڈا اپھوٹ گا۔ قرآن و حدیث اور مستند تاریخ کی روشنی میں ایسی کسی قبر کا کوئی وجود نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ سری نگر کے محلہ خانیار میں کسی عیسیٰ خان کی قبر ہو جسکے ساتھ ہی ان کے بھائی موسیٰ خان کا مزار ہو جسے مرزا نے عیسیٰ علیہ السلام کی قبر قرار دے دیا۔ جہاں تک عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا سوال ہے تو عراق کے مشرق میں منارة البیضا ان کا منتظر ہے۔

قارئین! عیسیٰ علیہ السلام کے توفی اور رفع کے بارے میں قرآن کا بیان ہم تفصیلًا اور بیان کرچکے ہیں۔ لیکن جو شکوک و شبہات (بقول محمد ہادی کے جو علماء سوچھیلاتے ہیں) ان لوگوں نے پھیلائے ہیں اس کی وجہ سے یہ ضروری ہے کہ تھوڑی سی تفصیل دوبارہ بیان کی جائے تاکہ ان کی مخالفت آرائیوں کا پول کھولا جائے۔

سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَمَكْرُوا** ”(یہودیوں نے عیسیٰ کے خلاف) خفیہ تدبیریں کیں“۔ یہ خفیہ چالیں کام کیلئے تھیں قولہم اُنّا قتلتُنَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ“ اور یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کے رسول عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا۔ گویا کہ یہودی اس بات کے خواہاں تھے کہ کسی طرح اس شخص کا کام تمام کر دیا جائے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو موت آجائے۔ **وَمَكَرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَكْرِينَ** ”اور اللہ نے بھی تدبیر کی، اور اللہ تدبیر کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر ہے۔“ یہودی اُنکی موت کیلئے چالیں چل رہے تھے اور ان کی ان چالوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے ”خفیہ تدبیر“ کی۔ وہ خفیہ تدبیر کیا تھی: اذ قالَ اللَّهُ يَعِيسَى أَنِّي مَتَوفِيكَ وَرَافِعُكَ إِلَى“ جب اللہ نے کہا: اے عیسیٰ میں تجھے پورا پورا لے لوں گا اور تجھے اٹھالوں گا اپنی طرف۔“ معلوم ہوا کہ اللہ کی **”خفیہ تدبیر“** عیسیٰ علیہ السلام کا ”رفع“ تھا جیسا کہ سورہ مائدہ میں فرمایا: **وَإِذْ كَفَتْ بَنِي اَسْرَائِيلَ عَنْكَ** ”اور جب میں نے تمہیں بنی اسرائیل سے بچالیا تھا“ (المائدہ: 110)۔ یعنی اللہ نے بنی اسرائیل کی چالوں کو ناکام بنادیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو ان سے بچالیا۔

آپ نے دیکھا ہو گا کہ ان دونوں گمراہ گروہوں نے اُنیٰ متوفیک ترجمہ ”تجھے موت“ دے دوں گا کیا ہے۔ اگر یہاں یہی ترجمہ لیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے کیا خفیہ تدبیر کی؟ یہودی ان کی موت کے خواہاں، ان کی چالوں کے مقابلے میں اللہ نے بھی یہی ”خفیہ تدبیر“ کی کہ ان کو موت کا پیغام سنادیا! یعنی جو یہودی چاہتے تھے وہی بات اللہ تعالیٰ نے پوری کر دی کہ اے عیسیٰ یہ یہودی تمہاری موت چاہتے ہیں اور میں بھی تمہیں موت دے دوں گا۔ یہ کتاب اللہ ہے، اللہ کا کلام ہے اور یہ اس کے ساتھ کھیل رہے ہیں!

حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے یہودیوں کی خواہشات کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کو موت سے ہمکنار نہیں فرمایا بلکہ فرمایا: **وَمَا قُتُلُوهُ يَقِينًا** {بَلْ رُفِعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا} اور یقیناً انہوں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا، اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ یہ تھی وہ خفیہ تدبیر جو اللہ تعالیٰ نے کی۔

**روح نہیں اٹھائی گئی بلکہ انکا جسمانی رفع کیا گیا۔** اس سے قبل اس بات کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ موت کے وقت فرشتے روح لے کر جاتے ہیں، جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کے رفع میں فاعل خالص اللہ تعالیٰ کی ہستی ہے فرشتے نہیں۔

اب بات ہوتی ہے اس من گھڑت عقیدے کی جو مکر حدیث اور قادیانیوں کے درمیان مشترک ہے۔ قادیانیوں نے مقتول یہود کے بارے میں لعنتی اور ذلیل ہونے کی ایک خود ساختہ تفسیر بیان کی اور محمد ہادی نے اس پر ایمان بناتے ہوئے لکھا:

”وَهُوَ عِيسَى (علیہ السلام) ذلیل و لعنتی نہیں بلکہ اللہ نے اسے بلند مقام عطا کیا ہے۔ جیسا کہ جبریل علیہ السلام نے آپ (علیہ السلام) کی والدہ (مریم) صدیقۃ علیہما السلام کو بشارت دی تھی و جیھانی الدنیا والا آخرۃ وہ دنیا اور آخرت میں معزز ہو گا۔“

قرآن کے بیان کردہ ”رفع“ کا ہر حالت میں انکار کرنا تھا، اب کسی ایسی ہی تاویل کی ضرورت تھی۔ لوگوں کو دھوکے میں ڈالنے کیلئے کہہ دیا جیسا کہ مریم صدیقہ کو بتا دیا گیا تھا کہ وہ دنیا اور آخرت میں معزز ہو گا۔ مریم صدیقہ نہایت ہی سخت آزمائش میں مبتلا تھیں۔ اس پاک باز خاتون کو اللہ تعالیٰ یہ بتاتا ہے کہ اے مریم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کس عظیم مشن کیلئے منتخب کیا ہے۔ جو تمہارے بطن سے پیدا ہو گا وہ کن کن صفات کا حامل ہو گا۔ اللہ نے اسے اس دنیا میں بھی معزز بنایا ہے اور آخرت میں بھی۔ مریم صدیقہ کو صرف اسی شخص (عیسیٰ علیہ السلام) ہی کی بابت بتانا تھا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی بابت۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا کہ یہ دنیا میں بھی معزز ہو گا اور آخرت میں بھی۔ موصوف سے پوچھا جائے کہ کیا

تمام انبیاء علیہم السلام دنیا اور آخرت میں معزز نہیں۔ ان سب کا رفع اسی طرح ہوا ہے؟

موصوف نے اپنی کتاب میں ”رفع“ کا ترجمہ ”درجات کی بلندی“ کیا ہے اور اس کے حوالے میں سورہ مریم آیت نمبر ۵، ۱۷۶، اعراف آیت نمبر ۶۷ اپیش کی ہیں۔ آئیے دیکھیں کہ قرآن کی آیات میں یہ لفظ کن کن معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

﴿وَرَفَعْنَهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ [مریم: 57]      ”اور ہم نے اسے اوپر جگہ بلند کیا۔“

﴿وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَهُ إِلَّا وَلَكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوْلَهُ . . .﴾ [الأعراف: 176]

”اور اگر ہم چاہتے تو ان آیات سے اس (کے درجے) کو بلند کر دیتے، مگر وہ تو پستی کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی خواہشات کے پیچھے چل پڑا۔“

﴿وَإِذَا أَخَذَنَا مِيقَاتُهُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَ كُمْ الظُّرُورَ . . .﴾ [البقرة: 63]

”اور جب ہم نے تم سے عہد لیا اور کوہ طور کو تم پر اٹھا کھڑا کیا۔“

﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِنَّمَّا عِيلُ . . .﴾ [البقرة: 127]

”اور (یاد کرو) کرو جب ابراہیمؑ اور اسما علیؑ کعبتہ اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے۔“

﴿وَرَفَعَ أَبُو نِيَّهُ عَلَى الْعَرْشِ . . .﴾ [یوسف: 100]      ”اور اس (یوسفؓ) نے اٹھا بھایا اپنے والدین کو تخت پر۔“

﴿رَفَعَ سَمَكَهَا فَسَوَّهَا﴾ [النازعات: 28]      ”اسکی چھت کو بلند بنایا اور اسے برابر کیا۔“

آپ نے دیکھا کہ رفع کے حقیقی معنی ”اٹھانا“ کے ہی ہیں اور اس بات کا موصوف کو بھی علم ہے، اسی لیے جب انہوں نے سورہ مریم آیت نمبر ۵ کا ترجمہ کیا تو لکھا ”اور ہم نے اسے اوپر جگہ بلند کیا“ پھر بریکٹ میں لکھا ”یعنی بلند درجات عطا کیے۔“ گویا کہ موصوف بھی اس بات کو جانتا

ہے کہ ”درجات بلند کرنا“ اس کے حقیقی نہیں۔ پھر دوسری بات یہ کہ ان لوگوں نے ساری بحث رفع پر کی ہے جبکہ رفع عیسیٰ علیہ السلام کی آیت میں رفعہ اللہ الیہ کے الفاظ آئے ہیں۔ یعنی رفع کے اس عمل کے بارے میں یہ بھی بتا دیا گیا کہ انہیں کہاں اٹھایا گیا۔ لیکن یہ لوگ الیہ کو چھوڑ کر صرف رفع کی تشریح کرتے ہیں کیونکہ اگر رفع کے ساتھ الیہ کی بھی تشریح کردی جائے تو انکا جھوٹ کھل کر سامنے آجائے گا۔ دیکھیں سورہ فاطر میں رفع کے ساتھ الیہ بھی بیان ہوا ہے:

﴿ إِلَيْهِ يَصْدُعُ الْكَلِمُ الظَّلِيلُ وَالْعَمَلُ الصَّلِيمُ يَرْفَعُهُ ﴾ [فاطر: 10]

”پاک کلمات اس کی طرف چڑھتے ہیں اور عمل صالح ان کو اٹھاتا ہے۔“

وَالْعَمَلُ الصَّلِيمُ يَرْفَعُهُ ”اور عمل صالح ان کو اٹھاتا ہے“، کس کی طرف اٹھاتا ہے، إِلَيْهِ ”اس کی طرف“۔ إِلَيْهِ اس مقام کو بیان کرتا ہے جس کی طرف یہ جاتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ۔ اسی تناظر میں اب سورہ نساء کی آیت کو سمجھیں۔

وَمَا قَاتَلُوهُ يَقِينًا ،۝ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا

”اور یقیناً انہوں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھایا، اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔“

قرآن مجید کی یہ آیت مکمل طور پر انکے اس باطل عقیدے کا رد کرتی ہے۔ لیکن ابھی یہاں ایک بات اور رہ گئی۔ موصوف نے لکھا ہے کہ یہ رفع جسمانی نہیں بلکہ یہاں عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بعد ان کے درجات بلند کرنے کا ذکر ہے۔ تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہودی جو مکر کر رہے تھے انکا کیا ہوا۔

بقول ان کے اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اے عیسیٰ میں تھے موت دے دوں گا اور تیری موت کے بعد تیرے درجات بلند کر دوں گا، تو یہ الفاظ یہودیوں تک بھی پہنچ گئے اور وہ مطمئن ہو گئے کہ چلواب تو کوئی بات ہی نہیں ہے جو ہم کرنا چاہ رہے تھے وہ کام خود اللہ تعالیٰ کر رہا ہے۔ موت کے بعد اگر عیسیٰ علیہ السلام کے درجات بلند ہوتے ہیں تو ہوتے رہیں، ہماری لڑائی تو اس دنیا تک ہے، اب مکر کی کوئی ضرورت نہیں۔

گویا کہ انہوں نے مکر کرنا چھوڑ دیا۔ پھر وہ امن و آتشی کے ساتھ رہنے لگے۔

محمد ہادی صاحب! آپ کی خود ساختہ یہ کہانی ادھوری ہی رہ گئی، معلوم نہ ہو سکا کہ اللہ تعالیٰ کی وہ تدبیر کیا تھی۔

اب کوئی کہے کہ موصوف کی بینائی ذرا کمزور ہے اس لیے یہ آیت انہیں دکھائی ہی نہیں دی، تو ہم نہیں مانتے۔ آپ دیکھیں کہ موصوف نے کتنی ہی تفاسیر اور قادیانیوں کی کتب پڑھ کر اسکے حوالے اپنی کتاب میں بیان کیے ہیں تو بینائی تو انکی بالکل صحیح ہے۔ پھر ہم نے سوچا شاید انہیں

آنکھ میں کچھ نقص ہو، اس لیے کہ اپنی اس کتاب میں انہوں نے بار بار سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۵۵ یعنی آئیت متوفیک کا حوالہ دیا ہے، اور آیت نمبر ۵۷ و مکر و اومکر اللہ اس سے بالکل قبل ہے جو موصوف کو دکھائی نہیں دے رہی، اس کا مطلب ہے کہ نقص دائیں آنکھ میں ہے۔ اسی پریشانی کے عالم میں یکدم ہماری زبان نے ایک آیت کی تلاوت شروع کر دی:

﴿... فَإِمَّا لَا تَعْمَلُ أَبْصَرُ وَلَكِنْ تَعْمَلُ الْقُلُوبُ أَلَّا تَرَى فِي الصُّدُورِ﴾ [الحج: 46]

”بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل جو سینے میں ہیں وہ اندھے ہوتے ہیں۔“

یہ پڑھ کر ہماری تسلی ہو گئی کہ اللہ کا شکر ہے موصوف کی آنکھیں بالکل ٹھیک ہیں۔

(ابھی موضوع جاری ہے)

